شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی

دار الافتاء

مقتدی کیلئے سِرّی نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ قراءۃ کا حکم؟

جناب حافظ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،!

ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ انہوں نے اپنے مقتدیوں کو سرّی نمازوں میں یعنی ظہر، عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ قراءت سے منع کر رکھا ہے۔ اور وہ دلیل میں سنن النسائی کی روایت پیش کرتے ہیں۔ جو ان کے الفاظ میں درج ہے:

"بَابُ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ"

"جس (نماز) میں جہر نہیں کیا گیا۔ اس میں امام کے پیچھے قرأت چھوڑ دینا"

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"

"عمران بن حصینؓ سے روایت ہے، نبی کریمؐ نے نماز پڑھائی ظہر کی پس پڑھا ایک شخص نے آپؐ کے پیچھے "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"!

"فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى؟ قَالَ رَجُلٌ أَنَا! قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيهَا"

"پس جب آپؐ نماز سے فارغ ہو چکے تو فرمایا، "کس نے پڑھا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"؟ کہا ایک آدمی نے کہ "میں نے!" آپؐ نے فرمایا "جان لیا ہے میں نے کہ تم میں سے بعض لوگ قرآن کو میرے ساتھ

خلط ملط کرتے ہیں۔"

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَرَجُلٌ يَقْرَاُ خَلْفَهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَيُّكُمْ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِهَا اِلَّا الْخَيْرَ ۔"

"عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ اور ایک شخص نے آپؐ کے پیچھے قرأت کی۔ پس جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے "سبح اسم ربک الاعلیٰ" پڑھی ہے؟ "ایک شخص نے قوم میں سے کہا" میں نے! اور میرا ارادہ اس سے (حصولِ) خیر ہی کا تھا۔"

"فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا۔" (نسائی شریف محشی بھوجیانی ص ۱۱۸-۱۱۹)

"پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں نے معلوم کر لیا ہے کہ بعض تم میں سے مجھ سے قرآن میں جھگڑا اڑانے والے ہیں۔"

"خَالَجَنِيْهَا" کی شرح قابلِ غور اور لائقِ مطالعہ ہے:

"ابوداؤد شریف میں یہ روایت ایک آدھ لفظ کے ہیر پھیر سے دو سندوں سے مروی ہے۔ مسلم میں تین سندوں سے اور جزء القراءۃ للبخاری میں کم از کم ۹ یا ۱۰ سندوں سے مروی ہے۔ لہٰذا اس کی صحت میں شک نہیں ہونا چاہیے۔"

مزید توجہ طلب باتیں:

۱۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے پوری سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ یا صرف پہلی ایک آیت؟
۲۔ سورۃ الاعلیٰ بلند پڑھنے والے صحابی نے سورۃ فاتحہ کیسے پڑھی ہوگی؟
۳۔ جو صحابی سورۃ الاعلیٰ ضرور پڑھ رہا ہے۔ وہ سورۃ فاتحہ چھوڑ سکتا ہے؟
۴۔ پوری جماعتِ صحابہؓ میں سے ایک نے پڑھا تھا، باقیوں نے کیا کیا تھا؟

۵۔ صحابی نے جہراً پڑھنے کو "لَمْ اُرِدْ بِهَا اِلَّا الْخَيْرَ" سے تعبیر کیا تھا یا قرآن کی قراءۃ کو؟

۶۔ عالمِ استغراق میں آپؐ احیاناً ایک آدھ آیت اونچی پڑھ لیا کرتے تھے، صحابی کو ایسا کرنے پر کیوں ٹوکا؟

۷۔ "خَالَجَنِيْهَا" نفی کے لیے فرمایا یا اثبات کے لیے؟ (انکار کے لیے یا اقرار کے لیے؟)

(سائل محمد اقبال ——— قصور)

الجواب بعون الوہاب:

کتبِ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جو طریقہ صریحاً منقول ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ظہر و عصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءۃ فرماتے تھے۔

بلکہ صحیح مسلم میں ابوسعید خدریؓ کی روایت سے مفہوم ہے۔ کہ گاہے بگاہے آپؐ ظہر کے فرضوں کی پچھلی دو رکعتوں میں بھی قراءت فرما لیتے تھے۔

صحیح بخاری میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَّيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا"

(جلد اول ص۱۰۵ باب القراءۃ فی العصر)

کہ "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی ہر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملاکر) پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سناتے تھے۔"

شبہ: اگر کوئی کہے کہ آپؐ کی قرأت تو بحیثیت امام کے تھی اور اس میں کسی کو کلام نہیں ——— اس وقت متنازع فیہ مسئلہ مقتدی کا ہے نہ کہ امام کا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث "صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ" کے پیشِ نظر اجازتِ ہٰذا مقتدی کو بھی شامل ہے۔

پھر سنن ابنِ ماجہ کی روایت میں مأموم کے جوازِ قرأت پر نص صریحاً موجود ہے، پوری روایت بسندہٖ ملاحظہ فرمائیں:

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ يَزِيْدَ الْفَقِيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" (ابن ماجۃ ص۶۱)

کہ "ہم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملا کر) پڑھتے تھے۔ جبکہ آخری دو رکعتوں میں (صرف) فاتحۃ الکتاب!"

باقی رہی سنن نسائی کی وہ روایت جس کا حوالہ مولوی صاحب مذکور دیتے ہیں، تو امام نووی نے شرح مسلم میں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ آپؐ نے اس شخص کو مطلق قرأت سے نہیں روکا تھا، بلکہ صرف آواز بلند کرنے سے منع فرمایا تھا ——— الفاظ یوں ہیں:

"مَعْنٰى هٰذَا الْكَلَامِ الْإِنْكَارُ عَلَيْهِ وَالْإِنْكَارُ فِي جَهْرِهٖ أَوْ رَفْعِ صَوْتِهٖ بِحَيْثُ أَسْمَعَ غَيْرَهٗ لَا عَنْ أَصْلِ الْقِرَاءَةِ بَلْ فِيْهِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالسُّوْرَةِ فِي الصَّلٰوةِ السِّرِّيَّةِ" (جلد اول ص۱۷۲)

یعنی "اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ نے اس کو بآوازِ بلند قراءت سے روکا تھا۔ کیونکہ اس نے آواز دوسرے کو سنائی، نہ کہ اصلی قراءت سے انکار مقصود ہے! ——— نفسِ حدیث میں تو یہ مسئلہ موجود ہے کہ صحابہ کرامؓ سرّی نماز میں سورۃ پڑھتے تھے۔"

صاحب التعلیقات السلفیۃ (بھوجیانی) نے بھی قریباً یہی بات دھرائی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی۔

اسی بنا پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر صحیح مسلم کے حاشیہ میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے:

"بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُوْمِ عَنْ جَهْرِهٖ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهٖ"

یعنی "مأموم کے لیے امام کے پیچھے جہری قراءت کرنا منع ہے۔"

اور امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں یوں باب باندھا ہے :

"بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ۔"

لہٰذا حدیثِ مذکور کے الفاظ کے پیشِ نظر امام نسائیؒ کی تبویب کی بجائے ابوداؤدؒ اور امام نوویؒ کی تبویبیں درست اور موقف کے اظہار کے لیے ہیں، جب کہ امام نسائیؒ کی تبویب سے ان لوگوں کے استدلال کی طرف اشارہ ہے، جو اس حدیث سے مقتدی کے لیے قراءۃ کے قائل نہیں۔ امام نسائیؒ و ترمذی وغیرہ کی یہ عام عادت ہے کہ اپنی تبویب سے دوسروں کے استدلالات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ خود ان کا اپنا موقف بھی وہی ہو۔ چنانچہ حدیث ہٰذا کے اخیر میں امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں :

"وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ قُلْتُ لِقَتَادَةَ كَأَنَّهٗ كَرِهَهٗ

قَالَ لَوْ كَرِهَهٗ نَهٰى عَنْهُ۔"

"محمد ابن کثیر اپنی حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ شعبہ نے کہا، "میں نے قتادہ سے دریافت کیا، معلوم یوں ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا آپؐ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى پڑھنا مکروہ جانا؟" تو قتادہ نے جواب دیا، "اگر آپؐ نے اس فعل کو مکروہ جانا ہوتا تو فعلِ قراءت سے منع فرما دیتے!"

عون المعبود میں ہے :

"فَدَلَّ عَلٰى عَدَمِ الْكَرَاهَةِ۔"

یعنی "اس حدیث سے دلیل ملتی ہے کہ امام کے پیچھے قراءۃ کرنی مکروہ نہیں۔" (جلد اوّل ص ۳۰۷)

نیز موطا امام مالکؒ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مذکور ہے کہ وہ سِرّی نمازوں کی چاروں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملایا کرتے تھے۔ امام محمدؒ کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ ان کا یہ عمل ظہر اور عصر کے فرضوں میں تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : مرعاۃ المفاتیح جلد اوّل ص ۶۰۰

نیز محدثِ شام علامہ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "صِفَةُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ" میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے:

"وُجُوبُ الْقِرَاءَةِ فِي السِّرِّيَّةِ"

یعنی سری نماز میں قراءت واجب ہے۔

پھر اس کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سری نماز میں قراءت پر برقرار رکھا ہے۔"

بایں ہمہ آپ نے ان پر صرف قراءت میں حاصل تشویش کا انکار کیا۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ آپؐ نے صحابہؓ کو ظہر کی نماز پڑھائی تو فرمایا:

"اَيُّكُمْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى؟"

"تم میں سے کس نے "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" پڑھا ہے؟"

ایک آدمی نے کہا "میں نے!—— اور میرا مقصود اس سے خیر کے سوا کچھ نہیں تھا۔" آپؐ نے فرمایا، "مجھے احساس ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر قراءت خلط ملط کر دی ہے۔"

ایک دوسری روایت (جو جزء القراءة للبخاری، مسند احمد اور السراج میں بسندِ حسن مروی ہے) ایں ہے کہ:

صحابہ کرامؓ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں قراءت بآواز بلند کرتے تھے، تو آپؐ نے فرمایا:

"خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ"

"تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے۔"

پھر محدث موصوف صفحہ ۹۶ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ سری نماز میں قراءت خلف الامام کی مشروعیت کے قائل قدیم قول کے مطابق امام شافعی ہیں اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد سے بھی ایک قول اسی کے موافق ہے۔ ملا علی قاری اور بعض حنفی شیوخ نے بھی اس مسلک کو پسند کیا ہے۔ اور یہی قول امام زہری، مالک، ابن المبارک، احمد بن حنبل اور محدثین کی ایک جماعت وغیرہ کا ہے (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اب آپ سوالات کا جواب بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ لفظ "خَالَجَنِيهَا" سے ظاہر ہے کہ اس نے سورۃ کا کچھ حصہ بلند آواز سے پڑھا ہوگا۔ امام خطابی "معالم السنن" میں فرماتے ہیں:

"وَإِنَّمَا أَنْكَرَ عَلَيْهِ مُجَاذَبَتَهُ إِيَّاهُ فِي قِرَاءَةِ السُّورَةِ حِينَ تَدَاخَلَتِ الْقِرَاءَتَانِ"

(۲) جہاں تک سورۃ فاتحہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں امام خطابی فرماتے ہیں:

"فَأَمَّا قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ مَأْمُورٌ بِهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ إِنْ أَمْكَنَهُ أَنْ يَقْرَأَ فِي السَّكْتَةِ فَعَلَ وَإِلَّا قَرَأَ مَعَهُ لَا مَحَالَةَ"

کہ "جہاں تک سورۃ الفاتحہ کا تعلق ہے، تو وہ ہر حال میں اس کے پڑھنے کا پابند ہے۔ اگر ممکن ہو تو خاموشی کے وقفہ میں پڑھے ورنہ ساتھ ساتھ!"

(۳) سورۃ الفاتحہ نہیں چھوڑ سکتا۔

(۴) ظاہر ہے کہ باقی صحابہ کرام ؓ نے سورت سری پڑھی ہوگی۔ اس لیے تنبیہ کی ضرورت صرف اس ایک کو سمجھی گئی، جس نے سری کی مخالفت کی۔

(۵) ممکن ہے صحابی کی مراد دونوں ہوں۔ جہر میں چونکہ آپ ؐ کی سنت کی مخالفت تھی اس لیے اس سے منع فرما دیا۔

(۶) آپ ؐ ایک آدھ آیت اونچی سناتے تھے۔ لیکن اس نے زیادہ قراءت کی ہوگی نیز آپ ؐ کی اونچی قراءت کا مقصود یہ ظاہر کرنا ہو سکتا ہے کہ سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ، دیگر سورتوں کی قراءت بھی مشروع ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ؐ کی قراءت جہراً بے فائدہ نہ تھی۔ جب کہ مقتدی کی قراءت جہراً خلل کا باعث ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جب امام سورۃ فاتحہ کے سوا کوئی سورۃ جہراً پڑھے گا، تو مقتدی اسے خاموشی سے سنیں گے۔ مگر جب مقتدی ایسا کرے گا، تو امام خاموش نہ ہوگا۔ لہٰذا اختلاط واقع ہوگا۔

(۷) "خَالَجَنِيهَا" سے مقصود (جہر سے) انکار ہے۔

• خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ــــــ شکریہ!